© rasailojaraid.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

اسلام کے خلاف ایک دلیرانہ سازش

حکومت تدارک کرے اور کتاب و سنّت کی دستوری حیثیت کا

اعلان بھی کرے!

یوں تو افسوسناک واقعات و حوادث اس ملک میں روزمرّہ کا معمول بن گئے ہیں، لیکن ۱۲، فروری ۱۹۸۳ء کو لاہور میں جو حادثہ رونما ہوا، اس نے ملک کے اسلام پسند طبقہ کو بجا طور پر یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اس ملک میں خود اسلام کا مستقبل کیا ہو گا؟ —— کھلے سر اور کھلے چہروں کے ساتھ، (اور ماسوائے معدودے چند) دوپٹے سے بے نیاز کچھ "خواتین" نے، جنہیں خواتین کہنا خود خواتین کی بھی توہین ہے، سڑکوں پر بےحیائی اور بے راہروی کے حق میں جلوس نکالا اور اسلام کے خلاف احتجاجی مظاہرے کئے! —— انہوں نے جو مختلف بینر اٹھا رکھے تھے، وہ مندرجہ ذیل نعروں پر مشتمل تھے:

۱۔ "شرعی عدالتیں نامنظور!

۲۔ نویں ترمیم نامنظور!

۳۔ آدھی دیت نامنظور!

۴۔ اسلام دینِ مکمل ہے، پر ملّا کی عقل آدھی ہے!

۵۔ عورت مرد کے پیر کی جوتی نہیں بلکہ مرد کے سر کی جوتی ہے!

۶۔ مولوی خبردار، عائلی قوانین کو ہاتھ نہ لگانا —— وغیرہ"!

حقیقت یہ ہے کہ ملّا کو اس سلسلہ میں خواہ مخواہ گھسیٹ لیا گیا ہے، ورنہ یہ تمام تر بلڑ بازی اسلام دشمنی پر مبنی تھی، اور یہ اسلام دشمنی خود اسلام پسند خواتین کی نظر میں بھی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انتہائی شر انگیز اور شرمناک ہے ـــــ یہی وجہ ہے کہ ان عورتوں میں سے ایک دو نے جب نرسوں کے ایک دوسرے جلوس کی قیادت ہتھیانے کی کوشش کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ:

"آج کا یہ جلوس ۹ ویں آئینی ترمیم کے خلاف اور خواتین کے حقوق کے لیے ہے، کیونکہ اس ترمیم کے ذریعہ مردوں کو چار چار شادیوں کی اجازت دے کر خواتین کا استحصال کرنے کی کوشش کی جارہی ہے ـــــ!"

ـــــ تو احتجاجی نرسوں نے با آوازِ بلند یہ کہہ کر انہیں ذلت آمیز پسپائی پر مجبور کر دیا کہ:

"ہمیں اسلامی قانون منظور ہے۔ کیونکہ ہمارا مذہب اسلام ہے اور مرد چار چار شادیاں کر سکتے ہیں!"

قومی اسمبلی کی ممبر آپا نثار فاطمہ نے بھی "ان عورتوں کی" اسلام کے خلاف اس باغیانہ روش کی مذمت کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

"جن خواتین کو اسلامی احکام و قوانین پر اطمینان نہیں، وہ عورتیں شاید اس ملک میں پچاس سے زیادہ نہیں ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ وہ اپنی پسند کے کسی ملک میں جا کر آباد ہو جائیں۔ پاکستان صرف اسلام کے لیے معرضِ وجود میں آیا تھا، یہاں کوئی طاقت اسلام کا راستہ نہیں روک سکتی۔ اس ملک کا مقدر صرف اسلام ہے، اس ملک کا قانون قرآن ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ ایسی تمام تنظیموں کو فوراً کالعدم قرار دے دے۔ ایسا افسوسناک واقعہ پاکستان کی تاریخ میں کسی دورِ حکومت میں نہیں ہؤا۔ یہ خواتین ایسے نعرے لگا کر اپنے غیر ملکی آقاؤں کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتی ہیں اور باہر سے فنڈز حاصل کرتی ہیں ـــــ حکومت تحقیقات کرے کہ یہی عورتیں ممبرانِ اسمبلی کو بھی قانونِ شہادت اور حدود آرڈیننس کے بارے میں بذریعہ ٹیلیگرام اکساتی رہی ہیں۔ پاکستانی خواتین اسلام پر مطمئن ہیں اور مطالبہ کرتی ہیں کہ اسلام کا مکمل نفاذ فوراً کیا جائے!"

(نوائے وقت ۱۹ فروری ۸۶ء)

خواتین ہی کے ان بیانات کی روشنی میں کیا ان ترقی پسند اسلام دشمن عورتوں سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ جب انہی کی ہم جنس دوسری خواتین، ان کی اس حرکت کی مذمت کرتی ہیں تو ملاّ کے خلاف یہ طوفان کیوں کھڑا کیا جا رہا ہے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

——— حقیقت یہ ہے کہ ملّا کا نام لے کر اسلام کو گالیاں دی گئی ہیں۔ اور ۱۴ فروری کے اخبارات میں مختلف مکاتبِ فکر کے علماء کا یہ بیان بالکل درست ہے کہ:

"حقوقِ نسواں کے نام سے نکالے گئے اس جلوس میں اسلامی اقدار کا مذاق اڑایا گیا ہے ——— جلوس نکالنے والی گنتی کی یہ چند عورتیں خواتین کے کسی بھی طبقہ کی نمائندگی نہیں کرتیں، بلکہ یہ ان بے دین قوتوں کی آلۂ کار ہیں، جو پاکستان میں عریانی، فحاشی اور بے حیائی کو فروغ دینا چاہتی ہیں!"

اسلام کے خلاف ان مغرب زدہ عورتوں کی ہڑبونگ کا پس منظر یہ ہے کہ:

۱۔ ۱۹۷۳ء کے دستور میں آٹھویں ترمیم، نویں ترمیم کی منظوری کے وعدہ کی بناء پر عمل میں آئی تھی۔ اسی ایفائے عہد کے سلسلہ میں نویں ترمیم کا بل اسمبلی میں پیش ہوا۔ اور ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو قومی اسمبلی نے اپنے اجلاس میں یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور کی کہ اس کے آئندہ اجلاس میں یہ ترامیم منظور کی جائیں!

——— اس ترمیمی بل کی شق الف یہ ہے کہ:

"آرٹیکل نمبر ۲ میں "اسلام پاکستان کا سرکاری مذہب ہے" کے بعد اضافہ کیا جائے کہ "قرآن وسنّت ملک کے بالاترین (سپریم) قانون اور پالیسی بنانے اور قانون سازی کے لیے اصل منبع[1] ہوں گے!"

---

[1] نویں ترمیمی بل کے سلسلے میں قومی اسمبلی نے جو قرارداد منظور کی ہے، اس پر تفصیلی تبصرہ تو ان شاء اللہ ہم آئندہ اشاعت میں کریں گے۔ فی الحال یہ اشارہ ضروری ہے کہ اسلامی مملکت کا دستور کتاب اللہ ہی ہوتا ہے، جس کی کامل اور متعین تعبیر سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اسی کا نام شریعت ہے! ——— جبکہ متذکرہ قرارداد میں کتاب وسنّت کو دستور تسلیم کرنے کی بجائے، انہیں "قانون سازی کا منبع" بتلایا گیا ہے!

اسی طرح اس میں قرآن وسنّت کے لیے "بالاترین قانون" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور یہ الفاظ چغلی کھا رہے ہیں کہ قرآن وسنّت کے علاوہ بھی قانون ہوگا۔ جو غالباً اصل اور عملی حیثیت کا حامل ہوگا۔ اور قرآن وسنّت کی حیثیت محض دکھاوے کی ہوگی۔ حالانکہ شریعت قرآن وسنّت ہی ہے اور متعدد اجتہادات اور مختلف فقہیں اس کا لازمی حصہ نہیں ہیں۔ لہٰذا نویں ترمیم کا تصور صحیح اسلامی تصور نہیں ہے۔ لیکن چونکہ اس دستوری ترمیم کے پس منظر میں اسلامی جذبہ اور شریعت وفقہ کی اہمیت کارفرما ہے، اس لیے اس حد تک اس (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جبکہ اسی بل کی ایک اور شق کے تحت وفاقی شرعی عدالت کے اختیارات بڑھانے کی تجویز بھی موجود ہے۔ جس کی منظوری کے بعد دستور اور مالی قوانین کے علاوہ جملہ ذیلی قوانین بشمول مسلم پرسنل لاء، وفاقی شرعی عدالت کے اختیارِ سماعت میں آ جاتے ہیں۔

۲۔ قومی اسمبلی میں، اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ، جو ۱۹۷۳ء کے آئین کی رُو سے سات سال بعد پیش ہونی لازمی ہے، زیرِ غور ہے۔ اس رپورٹ پر غور کی بنیاد ۷۳ء کے آئین کے اس آرٹیکل (نمبر ۲۲۷۔ اے) پر ہے کہ:

"اس ملک میں تمام قوانین کو احکامِ اسلام، قرآن و سنّت کے مطابق کر دیا جائے گا۔ اور کوئی قانون ایسا نہیں بنایا جائے گا جو ان احکام کے منافی ہو!"

۳۔ سینٹ میں ۱۳؍ جولائی ۱۹۸۵ء کو نفاذِ شریعت بل پیش ہُوا، جس کو ایوان نے قائمہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ اس بل پر بھی غور ہو رہا ہے۔ اور اس کی آخری تاریخ ۲۵؍ اپریل ۱۹۸۶ء ہے — جبکہ اس نفاذِ شریعت بل کی رُو سے شریعت کی تعریف حسبِ ذیل ہے:

"(ا) شریعت سے مراد دین کا وہ خاص طریقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اپنے بندوں کے لیے مقرر کیا ہے۔

(ب) شریعت کا اصل ماخذ[1] قرآنِ پاک اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

(ج) کوئی حکم یا ضابطہ، جو اجماعِ امّت سے ثابت اور ماخوذ ہو، شریعت کا حکم متصور ہو گا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

کی تائید ضروری ہے! — جن مغرب زدہ عورتوں نے اس کے خلاف جلوس نکالا ہے، وہ اسلامی جذبے اور شریعت سے بغاوت چاہتی ہیں، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے!

(حاشیہ صفحہ ہذا) [1] سینٹ کے زیرِ غور "نفاذِ شریعت بل ۱۹۸۵ء" میں بھی وہی غلط تصور موجود ہے۔ جس کی نشاندہی ہم نے اُوپر حاشیہ[1] میں کر دی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(د) ایسے احکام، جو اُمّت کے مسلّمہ اور مستند فقہاء (مجتہدین) نے قرآنِ پاک، سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ اُمّت کے قیاس و اجتہاد کے ذریعے مستنبط کرکے مدوّن کئے ہیں، شریعت کے احکام متصور ہوں گے[1]!

——— اب قطع نظر اس سے کہ "نویں دستوری ترمیم میں کتاب و سنّت کی پیش کردہ حیثیت" ——— اور "نفاذِ شریعت بل میں شریعت کی متذکرہ تعریف" سے ہمیں اصولی اختلاف ہے اور جس کی طرف اشارات ہم نے حواشی (FOOT NOTES) میں کردیئے ہیں، بایں ہمہ نویں ترمیمی بل، اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ اور نفاذِ شریعت بل میں ایک قدرِ مشترک موجود ہے اور وہ یہ کہ ان تینوں کے ذریعے ملک کے موجودہ قانون میں کتاب و سنّت سے ماخوذ احکام کو ایک مؤثر حیثیت ضرور مل سکتی ہے ——— اور یہی بات ہمارے مسلم معاشرہ کے مارِ آستین، مغرب کے ذہنی غلام مفکروں، جاہل دانشوروں، عورت کی آزادی کے پردے میں اسے اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنا کر اپنی غلیظ اور رذیل خواہشات کی بھینٹ چڑھا ڈالنے والے انسان نما حیوانوں اور حقوق کے نام پر گھر کی محفوظ چار دیواری سے نکال کر اسے سڑکوں پر لے آنے والے ہوس کے بندوں کی آنکھوں میں خار بن کے کھٹک رہی ہے، جس کے نتیجے میں مذکورہ بالا نعرے لگائے گئے جو اسلام دشمنی پر شاہد عیاں ہیں ——— اور وہ عورتیں، کہ جنہیں ملا کی عقل آدھی معلوم ہوتی ہے، انہوں نے ان مغربی گماشتوں کی آلۂ کار بن کر خود ہی اپنے ناقص العقل ہونے کا ثبوت فراہم کردیا ہے! ——— ورنہ وہ سوچتیں کہ بھلا وہ ملا اس

۱؎ اگرچہ متذکرہ بل نفاذِ شریعت کے لیے ہے، لیکن شریعت کی تعریف اس بل میں ایسی کی گئی ہے کہ کتاب و سنّت کے علاوہ فقہاء کی آراء اور اجتہادی احکام بھی شریعت شمار ہوں۔ حالانکہ شریعتِ محمدی صرف ایک ہے، اور فقہاء کی آراء پر مبنی مدوّن فقہیں کئی ہیں۔ جبکہ اجتہادی احکامات میں مجتہدین کا اختلاف بھی فطری امر ہے، جن کو شریعت قرار دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ متعدد فقہوں کی موجودگی میں اور اجتہادی احکامات کے اختلافات کی صورت میں نفاذِ شریعت بس ایک نعرہ رہ جائے گا۔ اور اس کی عملداری میں نہ صرف بے شمار الجھنیں پیدا ہوں گی بلکہ ایسے قانون پر عملدر آمد بھی انتشار کا باعث ہوگا۔ حالانکہ قانون اتحاد اور یگانگت کا حامل ہونا چاہیئے!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کا دشمن ہو سکتا ہے، جو عورت کو کتاب و سنت کی روشنی میں " وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى وَأَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَآتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ "[1] کا باوقار اور شریفانہ، باخدا درس دیتا ہے ؟ اور وہ گمراہ دانشور اس کی عصمت و وقار کا امین ہو سکتا ہے جو اپنی گندی اور کچی خواہشات کی تکمیل کے لیے سٹیجوں پر اور کلبوں میں اسے نچوا کر اپنی گرسنہ اور ہوس زدہ نگاہوں کا مرکز بناتا ہے ؟

باایں ہمہ وہ اگر ملّا کو کوستے دیتی ہے، تو عقل کیا اسی کا نام ہے ؟ ـــــ قانون شہادت[2] اور حدود آرڈیننس، جنہیں ان بے دین عورتوں نے مسترد کرنے کا اعلان کیا ہے، آخر کس کی عفت و عفاف کی حفاظت کے لیے ہیں ؟ ـــــ ملّا کا اگر کچھ قصور ہے تو صرف یہ کہ وہ ان قرآنی احکام کے نفاذ کی آواز بلند کرتا ہے، جن سے مقصود خود عورت کے دین و دنیا کی فلاح اور اس کی کامیابی و کامرانی ہے ۔ اور ان مسائل میں معیار ملّا کی عقل نہیں، بلکہ کتاب و سنت کے مقدس فرامین ہیں ـــــ پھر کتاب و سنت سے "ملّا کی آدھی عقل" کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ ہاں بلکہ عورت کے ناقص العقل ہونے کی دلیل ضرور ملتی ہے ۔ تاہم باخدا خواتین کو اس پر کوئی اعتراض نہ تھا! ـــــ یہی وجہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ :

" مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِيْنٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ ....! "

"میں نے نہیں دیکھا کہ باوجود ناقص العقل اور ناقص الدین ہونے کے، مردوں کی مت مارنے والی تم سے بڑھ کر کوئی ہو ۔ ۔ ۔ !"

تو انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا، ہاں صرف یہ عرض کی کہ :

" مَا نُقْصَانُ عَقْلِنَا وَدِيْنِنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! "

" اللہ کے رسول ﷺ ہمارے دین اور عقل کے نقصان کی نشاندہی بھی فرما دیجئے !"

---

[1] " اپنے گھروں میں ٹکی رہو اور دورِ جاہلیت کی طرح بن سنور کر دیے پردہ گھروں سے باہر نہ نکلو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو !"

[2] ہماری مراد موجودہ قانونِ شہادت اور حدود آرڈیننس کی جزئیات سے قطع نظر اس بارے میں اسلامی احکامات ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس پر آپؐ نے فرمایا :

"أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ ؟"

"کیا ایک عورت کی شہادت، ایک مرد کی نصف شہادت کی طرح نہیں ؟"

" قُلْنَ بَلٰی !"

تو" انہوں نے اقرار کیا، کیوں نہیں (اے اللہ کے رسول ؟")

آپؐ نے فرمایا :

" فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا !"

"یہی اس کی عقل کا نقصان ہے !"

پھر آپؐ نے پوچھا :

" أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ ؟"

"کیا اس پر ایام نہیں آتے، جب وہ نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے ؟"

" قُلْنَ بَلٰی !"

"انہوں نے اقرار کیا، کیوں نہیں ؟"

آپؐ نے فرمایا :

" فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِيْنِهَا !"

"یہی اس کے دین کا نقصان ہے !" (صحیح بخاری، صحیح مسلم عن ابی سعید الخدریؓ)

—— ان شریعت دشمن عورتوں نے ایک بینر :

"سب کچھ ½ "

کا بھی اٹھا رکھا تھا، جس کے مندرجات یوں تھے :

"عورت کی دیت ½

نماز	~~۵~~	۲½
روزہ	~~۳۰~~	۱۵
زکوٰۃ	~~۲½~~٪	۱¼٪
حج	~~۷~~ پھیرے	۳½ پھیرے

(یعنی اگر دیت نصف ہے تو یہ سب چیزیں بھی نصف ہونی چاہئیں)۔

—— کیا ان سے یہ پوچھا جا سکتا ہے کہ نمازوں کی تعداد = ۵ —— زکوٰۃ کی شرح = ۲½٪

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

—— اور حج کے پھیروں کی تعداد = ۷ پھیرے —— انہوں نے قرآنِ مجید کے کس مقام سے اخذ کی ہے ؟ —— اور اگر ان کی تعیین سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ہے، تو انہیں دیت اور شہادت کے مسائل میں بھی سُنّتِ رسول اللہؐ ہی کو راہنما بنانا ہو گا۔ جس میں منجملہ ان مسائل کے، عورت کی عقل اور دین کے نقصان کی نشاندہی بھی واضح طور پر موجود ہے۔ پس وہ اس بیز کے مندرجات کو متذکرہ بالا فرمانِ رسولؐ اللہ کی روشنی میں درست کر لیں۔ نیز یہ بھی تسلیم کر یں کہ انہوں نے نہ صرف اُن مغربی ملّاؤں کی مَت ماردی ہے جن کی آلۂ کار بن کر وہ سڑکوں پر آئی ہیں، بلکہ ان کی آلۂ کار بن کر خود بھی اپنے ناقص العقل ہونے کا ثبوت فراہم کر دیا ہے، کہ انہیں ہمدرد اور دشمن کی پہچان بھی نہیں رہی! —— رہی یہ بات کہ عورت مرد کے پاؤں کی جوتی ہے یا نہیں ؟ تو کوئی ملّا یہ نہیں کہتا کہ وہ مرد کے پاؤں کی جوتی ہے۔ بلکہ وہ وہی کہتا ہے جو قرآنِ مجید نے بیان فرمایا ہے کہ :

" وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ "

(البقرۃ : ۲۲۸)

کہ "معروف طریقے سے، جیسے مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں، ویسے ہی عورتوں کے حقوق مردوں پر بھی ہیں۔ لیکن مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فوقیت حاصل ہے!"

لہٰذا عورت اگر مرد کے پیر کی جوتی نہیں، تو قرآنِ مجید کا یہ مقصود بھی ہر گز نہیں کہ کچھ عورتیں اب مرد کے سر کی جوتی بننے لگیں —— کیونکہ جوتی بننا بہر حال کوئی اعزاز نہیں کہ اس پر فخر کیا جائے! —— ہاں یہ بھی یاد رہے کہ ہمدردی کی آڑ میں عورت کی نسوانیت کے وہ بدترین دشمن، جو سڑکوں پر آجانے کے لیے اس کی راہنمائی اور حوصلہ افزائی کر رہے ہیں، اسے پاؤں کی جوتی کے برابر بھی اہمیت نہیں دیتے۔ ورنہ اس کا مقام و مرتبہ انہیں معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد کو اپنی جنت عورت کے قدموں میں تلاش کرنے کا مشورہ دیا ہے کہ :

" فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ قَدَمَيْهَا " (المستدرک للحاکم ص۱۵۱ ج۴)

یعنی مرد کو جنت اپنی ماں کے قدموں کے قریب ملے گی!

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

——— اور عورت کا یہ مقام بھی سنتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے، اسی سے ملا ہی نے بتلایا ہے !

الغرض، جلسے جلوس اور مظاہروں کی یہ ساری کارروائی صریح اسلام دشمنی پر مبنی تھی، ورنہ اس وقت قصاص و دیت یا قانونِ شہادت کا کوئی فوری فقہی مسئلہ، فیصلہ طلب نہیں تھا۔ بلکہ سینٹ میں شریعت بل آرڈیننس یا قومی اسمبلی میں نواں ترمیمی بل زیرِ بحث آنے والا ہے جس کا مقصود یہ ہے کہ ملکی قانون میں شریعت کو بالادستی حاصل ہو جائے اور متذکرہ شریعت بل پر کتاب و سنت کی روشنی میں غور کیا جا سکے ——— لیکن جن شریعت دشمن عورتوں نے جلوس نکال کر اس کی مخالفت کی ہے اور جو مغرب کے زیرِ اثر بیہاں بے حیائی اور مادر پدر آزادی کو فروغ دینا چاہتی ہیں، ان کا مقصود یہ ہے کہ اس ملک میں شریعت کا نفاذ تو کجا، کسی مسئلہ پر کتاب و سنت کی روشنی میں غور بھی نہ کیا جا سکے۔ گویا شریعت ہی کو دیس نکالا مل جائے ——— ظاہر ہے، یہ کسی ایک آدھ فقہی مسئلہ کا انکار نہیں ہے، بلکہ مکمل شریعت یا کتاب و سنت کا انکار ہے اور جو صریح کفر ہے !

یہ بات آخر کب تک کہی جاتی رہے گی کہ نفاذِ شریعت پاکستانی عوام کا متفقہ دیرینہ مطالبہ ہے، جس کے لیے مرد و عورت کی تخصیص نہیں بلکہ ہر دو اس کے لیے یکساں طور پر متمنی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت کی بالادستی اور نفاذِ شریعت کے لیے مذکورہ بالا مساعی کی، خواتین کی جملہ اسلام پسند تنظیموں نے ایک پریس کانفرنس میں، بھرپور تائید کی ہے ——— یہ مساعی پاکستان کی گزشتہ اڑتیس سالہ تاریخ کے اسلامی رُخ کی ایک جھلک ہیں، لیکن شریعت سے باغی یہ عورتیں اس جھلک کو بھی ختم کرنا چاہتی ہیں ——— لہٰذا اسلام کی دعویدار حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ وقت کی آواز کو پہچانے۔ اور نہ صرف شریعت کے خلاف اس دلیرانہ اور منظم سازش کو ختم کرنے کے لیے فوری اقدام کرے، بلکہ اسلام کے سلسلہ میں اپنے خلوص کا ثبوت دیتے ہوئے نفاذِ شریعت کے لیے کتاب و سنت کی دستوری حیثیت کا اعلان بھی کرے ——— ورنہ اگر ملک کی نظریاتی بنیادوں پر ہی کلہاڑے چلا دینے کا یہ سلسلہ اگر ذرا بھی دراز ہوا تو اس کا انجام انتہائی المناک ہوگا اور جس کا شاید ہم آج صحیح تصور بھی نہ کر سکیں ——— اعاذنا اللہ منہ ———

وما علینا الا البلاغ !

(اکرام اللہ ساجد)

© rasailojaraid.com